# قرآنیات

## البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

### سورة المؤمنون

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ

(اور وہ کشتی بھی یاد ہے جس میں طوفان سے نکلے تھے)؟ ہم[۱۵۸] نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا تھا تو اُس نے دعوت دی کہ میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو۔ اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر کیا (اُس کے شریک ٹھیرا کر تم اُس کے غضب سے) ڈرتے نہیں ہو؟ اُس نے یہ دعوت دی تو اُس کی قوم کے سرداروں نے جو منکر تھے، کہا کہ یہ تو

---

۱۵۸۔ یہاں سے آگے اُسی مدعا کا اثبات تاریخ کے شواہد سے کیا ہے، جس پر پیچھے انفس و آفاق کے شواہد پیش فرمائے ہیں۔ لیکن اِس کے لیے ایک نہایت خوب صورت اور بلیغ تخلیص یا گریز کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ کشتی کے ذکر سے اُس واقعے کا ذکر، جس میں لوگوں نے کشتی کے ذریعے سے نجات پائی تھی، بالکل اِس طرح آگیا ہے، گویا بات سے بات پیدا ہو گئی ہے۔



www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ
مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا
بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا

بس تمھارے جیسا ایک آدمی ہے۔ یہ تم پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے[159]۔ اللہ کو اگر بھیجنا ہوتا تو فرشتے اتارتا۔ ہم نے اِس طرح کی بات اپنے اگلے بزرگوں میں تو کبھی سنی نہیں[160]۔ کچھ نہیں، یہ ایک آدمی ہے کہ جس کو جنون لاحق ہو گیا ہے۔ سو کچھ دن اِس کا انتظار کرو، (اِس کے یہ وساوس ختم ہو جائیں گے)[161]۔ ۲۳-۲۵

نوح نے دعا کی کہ میرے پروردگار، اب تو اُسی چیز سے[162] میری مدد فرما جس میں اُنھوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ سو ہم نے اُس کی طرف وحی کی کہ ہماری نگرانی میں اور ہماری ہدایت کے مطابق

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۵۹۔ یعنی تم پر اپنے خدائی فرستادہ ہونے کی دھونس جما کر تمھارا لیڈر بننا چاہتا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...(اِس فقرے کی) بلاغت پر نگاہ رہے۔ یہ نہیں کہا کہ ہماری لیڈری چھیننا چاہتا ہے، بلکہ یہ کہا کہ تم پر اپنی سیادت قائم کرنا چاہتا ہے۔ اِس زہر آلود فقرے میں سادہ لوح عوام کو بھڑکانے کے لیے جو مواد موجود ہے، وہ اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔“(تدبر قرآن ۵/ ۳۱۳)

۱۶۰۔ مطلب یہ ہے کہ اول تو ہمارے جیسا ایک انسان ہماری کیا رہنمائی کرے گا۔ اِس کے لیے اگر کسی کو آنا تھا تو خدا کا کوئی فرشتہ آنا چاہیے تھا۔ پھر ستم بالاے ستم یہ ہے کہ جو کچھ یہ پیش کر رہا ہے، وہ بھی سراسر بدعت و ضلالت اور ہمارے باپ دادا کے طریقوں کے بالکل خلاف ہے۔

۱۶۱۔ یہ اُنھوں نے اپنے لوگوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے کہ عذاب و ثواب کے جو قصے سنائے جا رہے ہیں، اُنھیں اِس شخص کے وساوس سمجھ کر نظر انداز کر دیں اور اِس کے رعب میں نہ آئیں۔

۱۶۲۔ یعنی اُسی عذاب سے جس کی میں اِنھیں وعید سناتا رہا ہوں اور یہ اُس کا مذاق اڑاتے رہے ہیں۔ سورۂ نوح میں اِس کی تفصیل فرما دی ہے۔

وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ
اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾
فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ
نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ

کشتی بناؤ[۱۶۳]۔ پھر جب ہمارا حکم آجائے اور طوفان ابل پڑے[۱۶۴] تو اُس میں ہر قسم کے (جانوروں[۱۶۵] کے) جوڑے رکھ لو، (نر و مادہ) دو دو اور (اُن کے ساتھ) اپنے لوگوں کو بھی سوار کرا لو، اُن میں سے سوائے اُن کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور مجھ سے اُن لوگوں کے بارے میں کچھ نہ کہنا[۱۶۶] جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، وہ لازماً غرق ہو کے رہیں گے۔ ۲۶-۲۷

پھر جب تم اور تمھارے ساتھی کشتی میں سوار ہو لیں تو کہو کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے اِن ظالم لوگوں سے ہمیں نجات عطا فرمائی ہے اور دعا کرو کہ میرے پروردگار، تو مجھے برکت کا اتارنا

۱۶۳۔ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس کشتی کا سارا نقشہ، اِس کی جزئیات کی تفصیل کے ساتھ، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو خود بتایا تھا کہ جس صورت حال سے سابقہ پیش آنے والا ہے، یہ اُس کا مقابلہ کر سکے۔

۱۶۴۔ اصل میں 'فَارَ التَّنُّوْرُ' کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ اُسی طرح کا ایک محاورہ ہے، جس طرح 'حمی الوطیس' وغیرہ محاورات ہیں۔ اِن میں الفاظ کے معنی نہیں، بلکہ اِن کا وہ مفہوم پیش نظر ہوتا ہے جو اہل زبان اِن سے سمجھتے ہیں۔

۱۶۵۔ یہ معہود ذہنی کے لحاظ سے ہے، یعنی ہر اُس جانور کے جوڑے جس کی طوفان کے بعد ضرورت ہو سکتی ہے۔

۱۶۶۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ اپنی قوم کو طوفان میں غرق ہوتے دیکھ کر رأفت و رحمت کا جذبہ ابھرے، اِس کے باوجود کچھ نہ کہنا۔ اِس لیے کہ خدا جب کسی قوم پر اتمام حجت کے بعد عذاب کا فیصلہ کر دیتا ہے تو پھر کسی کے لیے بھی دعا یا سفارش کی گنجایش باقی نہیں رہتی۔

خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿٣٠﴾
ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ

اتار اور تو بہترین اتارنے والا ہے[167]۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس سرگذشت میں بڑی نشانیاں ہیں[168] اور آزمایش تو ہم کرتے ہی ہیں[169]۔ ۲۸-۳۰

پھر اِن کے بعد ہم نے ایک دوسری قوم اٹھائی[170] اور اُن میں بھی ایک رسول[171] اُنھی کے اندر سے اِس دعوت کے ساتھ بھیجا[172] کہ اللہ کی بندگی کرو۔ اُس کے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر کیا (اُس کے شریک ٹھیرا کر تم اُس کے غضب سے) ڈرتے نہیں ہو؟ اُس کی قوم کے سرداروں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۶۷۔ یہ ہجرت کی دعا ہے جو محض دعا نہیں ہوتی، بلکہ دعا کے پیرایے میں ایک عظیم بشارت بھی ہوتی ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"... مطلب یہ ہے کہ اب تمھارے رب نے تمھیں ناپاکوں اور ناہنجاروں کے ماحول سے نجات دی۔ اب وہ تمھیں بہترین میزبان کی طرح اتارے گا اور جہاں اتارے گا، اُس سرزمین کو تمھارے لیے مبارک بنائے گا، تم پھولو پھلوگے اور اِنھی چند افراد اور تھوڑے سے وسائل معاش سے یہ دنیا پھر آباد و معمور ہو گی۔" (تدبر قرآن ۵/ ۳۱۷)

۱۶۸۔ یعنی اِس بات کی نشانیاں کہ پیغمبر برحق تھے اور جس طرح یہ قیامت صغریٰ برپا ہوئی ہے، اُسی طرح وہ بڑی قیامت بھی لازماً برپا ہو جائے گی جس کی وہ منادی کرتے رہے ہیں۔

۱۶۹۔ مطلب یہ ہے کہ فوز و فلاح کے اِس مرحلے تک پہنچنے کے لیے نوح علیہ السلام اور اُن کے ساتھی جن امتحانوں سے گزرے، اُن سے بہر حال اُن کو گزرنا تھا، اِس لیے کہ یہی اُس اسکیم کا تقاضا ہے جس کے مطابق یہ دنیا بنائی گئی ہے۔ اِس میں، اگر غور کیجیے تو نہایت بلیغ اسلوب میں مخاطبین کو توجہ دلا دی ہے کہ اِس وقت جو حالات پیغمبر اور اُن کے ساتھیوں کو درپیش ہیں، اُن سے بھی کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے، وہ اِسی اسکیم کے مطابق درپیش ہیں۔ یہ ایک سنت الٰہی ہے اور یہ کسی کے لیے تبدیل نہیں ہوتی۔

۱۷۰۔ یہ اشارہ عاد و ثمود کی طرف ہے جن کی سرگذشتیں سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں گزر چکی ہیں۔

۱۷۱۔ یعنی عاد کی طرف ہود اور ثمود کی طرف صالح۔

۱۷۲۔ آیت میں 'اَنْ' ہے جس سے پہلے ایک مضاف عربیت کے اسلوب پر محذوف ہے۔ یہ اُسی کا ترجمہ ہے۔

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا لا مَا
هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لا یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا
تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾
اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾
هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ
وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا
وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۸﴾

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ ﴿۴۰﴾

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

نے، جو منکر تھے، جنھوں نے آخرت کی ملاقات کو جھٹلا دیا تھا اور دنیا کی زندگی میں جن کو ہم نے آسودہ کر رکھا تھا[۱۷۳]، کہا کہ یہ تو بس تمھارے جیسا ایک آدمی ہے۔ وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اب اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی بات مان لی تو اُس وقت ضرور گھاٹے میں رہو گے۔ کیا یہ تمھیں ڈراتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو اپنی قبروں سے لازماً نکالے جاؤ گے؟ بعید، بالکل بعید ہے یہ ڈراوا جو تمھیں سنایا جا رہا ہے۔ زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ ہم (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہم کو ہرگز اٹھنا نہیں ہے۔ کچھ نہیں، یہ ایک آدمی ہے جس نے خدا پر ایک جھوٹ گڑھا ہے اور ہم اِس کو ہرگز ماننے والے نہیں ہیں۔ ۳۸-۳۱

(اِس پر) رسول نے دعا کی کہ میرے پروردگار، اب تو اُسی چیز سے میری مدد فرما جس میں اُنھوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ ارشاد ہوا: اب زیادہ دیر نہیں ہو گی کہ یہ پچھتاتے رہ جائیں گے۔

---

۱۷۳۔ یہ صفات اِس طرح بیان ہوئی ہیں کہ اُن کی سرکشی اور رعونت کا اصل سبب نمایاں ہو گیا ہے، جس سے وہ پیغمبر کی معنوی عظمت کو دیکھنے سے قاصر رہے اور اُس کے ظاہر کو دیکھ کر یہ خیال کیا کہ ہم ایک ایسے شخص کی برتری کس طرح تسلیم کر سکتے ہیں جس کے پاس نہ دولت ہے نہ اقتدار؟

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾
ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا
يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا
بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

پھر اُن کو ہمارے وعدۂ حق کے مطابق ایک سخت ڈانٹ[۱۷۴] نے آلیا اور ہم نے اُن کو خس و خاشاک کر دیا۔ سو ایسے ظالم لوگوں پر خدا کی لعنت! ۳۹-۴۱

پھر اِن کے بعد ہم نے دوسری قومیں اٹھائیں۔ (اُنھوں نے بھی اپنے رسولوں کے ساتھ یہی معاملہ کیا، چنانچہ) کوئی قوم نہ اپنے لیے مقرر وقت سے آگے جاتی تھی، نہ پیچھے رہتی تھی[۱۷۵]۔ پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے۔ (لیکن ہوا یہی کہ) جب بھی کسی قوم کے پاس اُس کا رسول آیا، اُنھوں نے اُس کو جھٹلا دیا تو ہم نے بھی اُن قوموں میں سے ایک کے پیچھے ایک کو لگایا اور اُن کو کہانیاں بنا دیا۔ سو اُن لوگوں پر لعنت جو (رسولوں کی طرف سے اتمام حجت کے باوجود) ایمان نہیں لاتے[۱۷۶]! ۴۲-۴۴

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۷۴۔ یہ عذاب الٰہی کی تعبیر ہے جو قرآن میں اُس کی ہر صورت کے لیے اختیار کی گئی ہے۔ اِس کو آواز کے عذاب کے ساتھ خاص کر دینا صحیح نہیں ہے۔

۱۷۵۔ یہ مخاطبین کو تنبیہ ہے کہ عذاب کے لیے جلدی نہ مچاؤ۔ تم سے پہلے جن قوموں نے پیغمبروں کی تکذیب کی، اُن میں سے کوئی بھی اپنی اجل کو نہ پہلے بلا سکی، نہ آنے کے بعد ٹال سکی، لہٰذا تمھارا پیمانہ بھر جائے گا تو تم بھی اِسی طرح فنا کر دیے جاؤ گے۔ تمھارے لیے مہلت کی جتنی مدت ہے، وہ تمھارے جلدی مچانے سے کم نہیں ہو گی۔ خدا نے اُسے اپنی حکمت کے مطابق مقرر کیا ہے۔ وہ پوری ہو جائے گی تو ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں ہو گی۔ خدا کا فیصلہ ٹھیک اُسی وقت نافذ ہو جائے گا۔

۱۷۶۔ اِس سے مترشح ہے کہ جو لوگ رسولوں کی طرف سے براہ راست اتمام حجت کے بعد بھی ایمان نہیں لائے، اُن پر خدا کا غضب بدستور باقی ہے۔ چنانچہ آج بھی اُن کا ذکر آئے تو خدا اُن پر لعنت کرتا ہے۔

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۙ۬ بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۴۵﴾ۙ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا عَالِيۡنَ ﴿۴۶﴾ۚ فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَقَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ﴿۴۷﴾ۚ فَكَذَّبُوۡهُمَا فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِيۡنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَی الۡكِتٰبَ لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾

---

پھر موسیٰ اور اُس کے بھائی ہارون کو ہم نے اپنی نشانیوں اور کھلی حجت [۱۷۷] کے ساتھ فرعون اور اُس کے درباریوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تو اُنھوں نے بھی تکبر کیا اور وہ بڑے سرکش لوگ تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے کہا کہ کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں کی بات مان لیں، دراں حالیکہ اُن کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہے [۱۷۸]؟ سو اُنھوں نے دونوں کو جھٹلا دیا اور بالآخر ہلاک ہو کر رہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو (یہ انعام دیا کہ اُس کو) کتاب عطا کر دی تا کہ اُس کی قوم کے لوگ (اُس سے) رہنمائی حاصل کریں۔ ۴۵-۴۹

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

---

۱۷۷۔ نشانیوں سے مراد معجزات ہیں جو فرعونیوں کی تنبیہ کے لیے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو دیے گئے اور کھلی حجت عصا کے معجزے کو کہا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”... یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے۔ اِس معجزے کو درحقیقت ایک برہان اور حجت قاطع کی حیثیت حاصل تھی، اِس وجہ سے اِس کو 'سُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ' سے تعبیر فرمایا۔ اِسی معجزے کے ذریعے سے فرعون اور اُس کے درباریوں نے اپنی قوم اور اپنے تمام ماہر جادوگروں کے سامنے نہایت رسوا کن شکست کھائی۔ قرآن میں بعض جگہ اِس کو 'بَيِّنَة' سے تعبیر فرمایا ہے، یعنی نہایت واضح حجت۔ لفظ 'سُلۡطٰن' سورۂ رحمٰن کی آیت 'لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ' میں توقیع الٰہی اور سند خداوندی کے مفہوم میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اِس اعتبار سے بھی معجزۂ عصا کے لیے یہ لفظ نہایت موزوں ہے، اِس لیے کہ اِس کی حیثیت حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں فی الواقع ایک خدائی سند ہی کی تھی۔“ (تدبر قرآن ۵/ ۳۲۱)

۱۷۸۔ یہ اُن کے تکبر کی وضاحت ہے کہ اُنھوں نے اپنے آپ کو حق سے بالاتر سمجھا اور اُس کو محض اِس لیے جھٹلا دیا کہ وہ اُن کے غلاموں کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔

وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيۡنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبۡوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيۡنٍ﴿۵۰﴾

اور مریم کے بیٹے اور اُس کی ماں کو بھی ہم نے اِسی طرح ایک عظیم نشانی بنایا[۱۷۹] اور (ایک بڑی آزمایش کے وقت[۱۸۰]) دونوں کو ایک ٹیلے پر پناہ دی جو اطمینان کی جگہ تھی اور وہاں (اُن کے لیے) ایک چشمہ جاری تھا[۱۸۱]۔ ۵۰

---

۱۷۹۔ اصل میں لفظ 'اٰیَة' آیا ہے۔ اِس کی تنکیر تفخیم شان کے لیے ہے۔ یعنی اپنے وجود، اپنی دینونت اور پورے عالم کے لیے ایک ایسے دن کی عظیم نشانی، جب زمین ایک نئی زمین میں اور آسمان ایک نئے آسمان میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

۱۸۰۔ سیدنا مسیح کی ولادت کے وقت کی طرف اشارہ ہے، جب حضرت مریم ایک ایسے گوشۂ تنہائی کی تلاش میں تھیں، جہاں وہ لوگوں کی طعن و تشنیع سے محفوظ رہ کر بچے کو جنم دے سکیں۔

۱۸۱۔ یعنی ایسی جگہ تھی جو مرتفع اور پرسکون تھی اور اُس میں صاف اور شفاف پانی کا ایک شیریں چشمہ جاری تھا۔ سورۂ مریم میں مزید وضاحت ہے کہ اُن کے لیے وہاں کھجور کا ایک ثمردار درخت بھی تھا۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org